گمراہی کے غلبہ میں اہلِ حق کی روش

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

اے ہمارے رب، ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا۔

ان صادق الایمان نوجوانوں کی یہ دعا کہ "ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا" بڑے وسیع مفہوم پر حاوی ہے۔

گمراہی کے عام غلبہ و تسلط کی حالت میں جب کچھ لوگ قیامِ حق کے لیے اٹھتے ہیں، تو انہیں مختلف قسم کے ظالموں سے سابقہ پیش آتا ہے۔ ایک طرف باطل کے اصلی علمبردار ہوتے ہیں جو پوری طاقت سے ان داعیانِ حق کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف نام نہاد حق پرستوں کا ایک اچھا خاصا گروہ ہوتا ہے جو حق کو ماننے کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر باطل کی قاہرانہ فرماں روائی کے مقابلہ میں اقامتِ حق کی سعی کو غیرواجب، لاحاصل، یا حماقت سمجھتا ہے اور اس کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنی اس خیانت کو جو وہ حق کے ساتھ کررہا ہے کسی نہ کسی طرح درست ثابت کردے اور ان لوگوں کو الٹا برسرِباطل ثابت کرکے اپنے ضمیر کی اس خلش کو مٹائے جو ان کی دعوتِ اقامتِ دینِ حق سے اس کے دل کی گہرائیوں میں جلی یا خفی طور پر پیدا ہوتی ہے۔ تیسری طرف عامۃ النّاس ہوتے ہیں جو الگ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ان کا ووٹ آخر کار اسی طاقت کے حق میں پڑا کرتا ہے جس کا پلہ بھاری رہے، خواہ وہ طاقت حق ہو یا باطل۔

اس صورتِ حال میں ان داعیانِ حق کی ہر ناکامی، ہر مصیبت، ہر غلطی، ہر کمزوری اور ہر خامی ان مختلف گروہوں کے لیے مختلف طور پر فتنہ بن جاتی ہے۔ وہ کچل ڈالے جائیں یا شکست کھا جائیں تو پہلا گروہ کہتا ہے کہ دیکھ لیا! ہم نہ کہتے تھے کہ ایسی بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرانے کا حاصل چند قیمتی جانوں کی ہلاکت کے سوا کچھ نہ ہوگا اور آخر کار اس تہلکہ میں اپنے آپ کو ڈالنے کا ہمیں شریعت نے مکلّف ہی کب کیا تھا، دین کے کم سے کم ضروری مطالبات تو ان عقائد و

اعمال سے پورے ہو ہی رہے تھے جن کی اجازت فراعنۂ وقت نے دے رکھی تھی۔ تیسرا گروہ فیصلہ کردیتا ہے کہ حق وہی ہے جو غالب رہا۔

اسی طرح اگر وہ اپنی دعوت کے کام میں کوئی غلطی کر جائیں' یا مصائب و مشکلات کی سہار نہ ہونے کی وجہ سے کمزوری دکھا جائیں' یا ان سے' بلکہ ان کے کسی ایک فرد سے بھی کسی اخلاقی عیب کا صدور ہو جائے' تو بہت سے لوگوں کے لیے باطل سے چمٹے رہنے کے ہزار بہانے نکل آتے ہیں اور پھر اس دعوت کی ناکامی کے بعد مدت ہائے دراز تک کسی دوسری دعوتِ حق کے اٹھنے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ پس یہ بڑی معنی خیز دعا تھی جو موسیٰ علیہ السلام کے ان ساتھیوں نے مانگی تھی کہ خدایا ہم پر ایسا فضل فرما کہ ہم ظالموں کے لیے فتنہ بن کر نہ رہ جائیں۔ یعنی ہم کو غلطیوں سے' خامیوں سے' کمزوریوں سے بچا' اور ہماری سعی کو دنیا میں بار آور کردے' تاکہ ہمارا وجود تیری خلق کے لیے سببِ خیر بنے نہ کہ ظالموں کے لیے وسیلۂ شر۔ (تفہیم القرآن ج دوم' ص ۳۰۶ - ۳۰۷' سورۂ یونس ۱۰: ۸۵)

بقیہ: مسلمان' مسند اقتدار پر

اپنے درے سے اشارہ کیا' درہ اس کے جسم سے چھو گیا اور وہ شخص راستہ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ اس شخص کو نہ زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تھی اور نہ اسے کسی قسم کا احساس تھا لیکن امیرالمومنین کو احساس تھا اور خدا کے محاسبہ کا جو خوف تھا اس نے بے چین کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک مرتبہ اسے بلایا' اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد پوچھا' کیا تم حج کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ اس نے کہا' امیرالمومنین آرزو تو ہے لیکن میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں سفر کا سامان کر سکوں۔ حضرت عمرؓ نے ایک رقم نکال کر اس کے حوالے کی اور کہا' جاؤ اس سے زادِراہ تیار کر لو۔ جب وہ کچھ دور جا چکا تو آپ نے پھر آواز دی۔ جب وہ پاس آیا تو آپ نے فرمایا' جانتے ہو یہ رقم میں تمہیں کیوں دے رہا ہوں۔ اس نے کہا' مجھے نہیں معلوم آپ خود ہی بہتر سمجھتے ہوں گے۔ فرمایا' یہ اس درے کا بدلہ ہے جو فلاں موقعہ پر بازار میں تمہارے بدن سے چھو گیا تھا۔ اس نے کہا' مجھے تو یاد نہیں ہے کہ کب یہ واقعہ پیش آیا۔ فرمایا' لیکن مجھے یاد ہے۔